حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ خطاب شروع فرماتے ہوئے تمام معزز مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں سب سے پہلے آپ سب معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور آج اس امن سمپوزیم میں شمولیت کی۔ آپ سب خواہ آج پہلی مرتبہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں یا ہمارے پرانے دوست ہیں مَیں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم حقیقتاً آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اس تقریب کو اپنی شرکت کے ساتھ رونق بخشی ہے۔ آپ میں سے زیادہ تر افراد غیر مسلم ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے مَیں آپ کی شرکت کی قدر کرتا ہوں باوجود اس کے کہ آپ سب جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک مسلمان فرقہ ہے۔ عام طور پر کسی دوسرے مذہب وملّت کی تقریب میں شرکت کوئی انوکھی یا قابلِ ذکر بات نہیں ہوتی۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اعتقادات کے اختلاف کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے گہرے دوستانہ روابط قائم کر لیتے ہیں جس کی وجہ ان کی وسعتِ قلبی اور عالی حوصلگی ہوتی ہے۔ بہرحال آپ کی اس تقریب میں شرکت بہت سی وجوہات سے قابلِ تعریف اور اہمیت کی حامل ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مسلمان گروہ کی طرف سے آئے ہوئے دعوت نامہ کو قبول کیا۔ نمبر دو یہ کہ ہماری مسجد کے احاطہ کے اندر منعقد کی گئی تقریب میں آپ کا بخوشی شامل ہونا خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے۔ اور نمبر تین یہ کہ آپ تشریف لائے باوجود اس کے کہ بعض نام نہاد مسلمانوں نے اپنی بعض حرکات کے نتیجہ میں غیر مسلموں کے دلوں میں خوف اور تحفظات پیدا کر دیئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ان تمام وجوہات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی شرکت کو انتہائی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے اس خوش دلی اور باہمی رواداری کے خُلق کے تحت یہ قدم اٹھائے ہیں۔ جو ہمارے پرانے دوست ہیں وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا عمل ہر طور سے وہی ہے جس کا پرچار جماعت دنیا میں کرتی ہے۔ اور یہ کہ جو بھی ہم کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس کی بنیاد سچی اسلامی تعلیمات پر ہے جس کی بنیاد ''محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بہرصورت جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آج ہمارے ساتھ شریک ہونے والوں میں بعض نئے دوست شامل ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام کے بارہ میں یا ہمارے بارہ میں کوئی شکوک وشبہات ہوں۔ تو میں انہیں مکمل یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ انہیں شائد ہی کوئی ایسا گروہ ملے جو ظلم، انتہا پسندی اور ظلم کی اس قدر مخالفت کرتا ہو جتنی جماعتِ احمدیہ کرتی ہے۔ ہمارا تو نصب العین ہی اعلیٰ درجہ کی محبت، شفقت اور برادرانہ رواداری کا قیام ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ان تعارفی کلمات کے بعد مَیں آج کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ اس تقریب کا اہتمام کرتی ہے تا کہ ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ ہم نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہر طریقے سے کوشاں ہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ ایک نہایت اعلیٰ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں آپ کا تعاون اور آپ کی مدد درکار ہے۔ لہذا اسی غرض سے ہم نے آپ کو یہاں جمع کیا ہے تا کہ ہم ایک دوسرے کو اس مقصد کی اشدّ ضرورت کی اہمیت یاد کروائیں۔ امن کا حصول اور اس کے لئے سعی کرنا ایک ایسا عظیم مقصد ہے جس کی دنیا کو از حد ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے۔ جب ہم آج کی دنیا کے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں قیام امن کی جدوجہد کرنے کی جو اشدّ ضرورت اس وقت ہے اتنی تو کبھی اس سے پہلے ہوئی ہی نہیں۔ گزشتہ چار پانچ سال میں جو خوفناک حوادث اور مختلف شکلوں میں بحران پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں انہوں نے دنیا میں بے چینی اور بدامنی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ ہر دن جو گزرتا ہے اس کے ساتھ دنیا کا امن سمندر کی پیچھے ہٹی ہوئی لہروں کی طرح پیچھے سرکتا جا رہا ہے۔

حضور انور نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: دنیا میں بڑھتی ہوئی بدامنی ایک یا دو عناصر کی وجہ سے نہیں ہے۔ حقیقت میں متعدد وجوہات اس کا باعث بن رہی ہیں۔ ان وجوہات میں سے مَیں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ دنیا کا معاشی بحران عالمی بے چینی کا باعث بنا ہے جس سے دنیا بھر میں عوام دل شکنی اور مایوسی کا شکار ہوئے ہیں۔ ایک اور وجہ اس خلفشار کی قوموں میں اندرونی طور پر طاقت حاصل کرنے کی جنگ ہے۔ پھر ایک اور وجہ نقصِ امن کی یہ بنتی ہے کہ شہریوں کے حقوق ناانصافی کے ساتھ غصب کر لئے جاتے ہیں۔ اس میں یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک پارٹی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے دوسرے گروہوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ طریق کار استعمال کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں ناانصافی پھوٹ پڑنے کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اس کا براہ راست نتیجہ باہمی اعتماد کے ٹوٹ جانے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر گروہ یا حکومتیں نہ صرف رشک اور لالچ سے دوسری قوموں کی دولت اور قدرتی وسائل کی طرف دیکھتی ہیں۔ اور یہ لالچ نظروں تک محدود نہیں رہتے بلکہ دوسروں کی دولت کو زبردستی ہتھیانے کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں جن کا انہیں کوئی بھی حق حاصل نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: ان وجوہات اور اسباب کی ایک لمبی فہرست ہے جن سے دنیا نفرت اور بدامنی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی جا رہی ہے۔ ان وجوہات میں سے مَیں نے چند ایک کی یہاں نشاندہی کی ہے۔ یہ وجوہات انتہائی خطرناک نتائج پیدا کر رہی ہیں اس لئے از بس ضرورت ہے کہ ہم مل کر غور کریں تا کہ ہم دنیا میں امن کا قیام کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اختلافات اور دشمنیاں روزانہ بڑھ رہی ہیں اور قابو سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ دنیا کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ عرف عام میں کہا جاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی کو جگری دوست بنانا بہت ہی مشکل ہے مگر کسی کو جان کا دشمن بنا لینا آسان ہے۔ آج کی دنیا کا آپ تجزیہ کر لیں آپ دیکھیں گے کہ معاشرہ میں چھوٹے سے چھوٹے دائرہ سے لے کر قوم کے دائرہ سے بین الاقوامی سطح تک آپ کو یہی حال نظر آئے گا۔ نہ صرف افراد اور قومیں نفرت کو ہوا دیتی نظر آئیں گی اور خوفناک کارروائیاں نہ صرف خود کرتی نظر آئیں گی بلکہ دوسروں کو بھی ظالمانہ اور غاصبانہ کارروائیوں پر اکساتی اور ملوّث کرتی دیکھی جاتی ہیں۔ ایک طرف مظالم اور جبر و استبداد کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تو دوسری طرف ان لوگوں کی تعداد میں مسلسل کمی ہوتی جا رہی ہے جو دنیا میں انصاف، اعلیٰ اخلاق اور صلح جوئی کی سچی تدبیریں کرنے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ مستقل طور پر دنیا میں ایک پُر امن معاشرہ کے قیام کے لئے تدبیریں کر رہی ہے اور آج کی تقریب بھی اسی سعی کی ایک کڑی ہے کہ کس طرح دنیا میں ایک سچا اور پائیدار پر امن معاشرہ قائم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: کہ گزشتہ پانچ چھ سالوں میں جہاں تک بھی میری پہنچ ہو سکی ہے میں نے تمام حلقوں کو دنیا میں خبردار کیا ہے کہ دنیا کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ بگڑتی ہوئی معاشی اور سیاسی حالت دنیا کو ایک خطرناک تباہی کی طرف دھکیلتی جا رہی ہے۔ خطرہ ہے بلکہ واضح طور پر ممکن بنتا جا رہا ہے کہ یہ صورتحال ایک ہولناک عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لے گی۔ گزشتہ عالمی جنگ کو 65 سال گزر چکے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ عوام الناس نے اس ہولناک تباہی اور بربادی کو بھلا دیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں سات کروڑ انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے جن میں سے زیادہ تر معصوم افراد تھے، جو نہ چاہتے ہوئے اس آفت میں گھیر لئے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ سال برطانیہ میں امن سمپوزیم کے موقع پر میں نے تنبیہات کی تھیں۔ اس کے چند ماہ بعد میں نے امریکہ کا دورہ کیا اور مجھے Capitol Hill پر دار الحکومت میں ممبران کانگریس (Congress) کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس موقع پر سیاستدانوں کے علاوہ متعدد اہم مفکّرین اور ماہرین تعلیم کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہونے کی حیثیت سے امریکی حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو وسیع تر دنیا کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ مَیں نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں کوتاہی کی اور انصاف کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا نہ کیا تو وہ دنیا کو ایک ہولناک تباہی کی طرف دھکیلنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے انہیں تنبیہ کی کہ اگر (خدانخواستہ) ایسا ہوا تو آنے والی نسلیں ہمیں اور خاص طور پر بڑی طاقتوں کو ملزم ٹھہرائیں گی۔ ہماری آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی کیونکہ وہ اس حقیقت کو سمجھ جائیں گی کہ ہم جو اضطراب بھری تکلیف دہ زندگی ان کے لئے ورثہ میں چھوڑ جائیں گے، اگر ہم کوشش کرتے تو اس آفت کو پھٹنے سے پہلے سمجھداری کے ساتھ روک سکتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح گزشتہ ماہ دسمبر میں ہمارے بہت اچھے معزز دوست ڈاکٹر Charles Tannock جو یورپین پارلیمنٹ کے ممبر ہیں (جنہوں نے ابھی یہاں تقریر بھی کی ہے) انہوں نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ میں ایک تقریب کا انعقاد کیا جہاں مجھے اس پارلیمنٹ کے ممبران سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ وہاں بھی مختلف ممالک کی پارلیمان کے ممبر موجود تھے اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے بہت سے با اثر افراد شامل ہوئے تھے۔ مَیں نے اس موقع پر بھی دنیا میں قیام امن کی ضرورت پر تقریر کی اور یورپین ممالک کو ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں نے دنیا میں قیام امن کی ضرورت کے بارہ میں دنیا کے مختلف ممالک میں بار بار ان تقاریر کے ذریعہ خبردار کرنے کی سعی کی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ جن لوگوں نے میری تقاریر کو سنا ہے انہوں نے اس سے کیا اثر قبول کیا ہے اور مجھے اس کا بھی علم نہیں کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں کس حد تک اس سلسلہ میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود مَیں انشاء اللہ العزیز بہرصورت اپنا فرض ادا کرتے ہوئے امن، رواداری، انصاف اور مخلوقِ خدا کے لئے رحم جیسے اعلیٰ مقاصد کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کے لئے بھرپور کوششیں کرتا رہوں گا۔ مَیں تمام لوگوں میں ان خیالات کا پرچار کرتا رہوں گا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سچا انصاف اور تمام انسانوں کے لئے مساوی حقوق کا قیام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں آپ کو اس سوال کا جواب قرآنی تعلیمات سے پیش کروں گا کہ دراصل انصاف ہے کیا؟ اور اس کے قیام کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے کہ تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) خدا تعالیٰ کی خاطر سچّی گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے خلاف یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف پڑتی ہو۔

(سورۃ النساء آیت 136) اور پھر سورۃ المائدہ آیت 9 میں قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے کہ کسی قوم کے ساتھ خواہ دشمنی ہی کیوں نہ ہو، یا نفرت پیدا ہوگئی ہو، اس کے باوجود ”کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم ہمیشہ انصاف کرو“۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے محبت کرنے والے خالق و مالک کو پسند ہے۔

حضور انور نے فرمایا: قیام امن کے لئے از بس ضروری ہے کہ پہلا قدم یہ ہو کہ انصاف کو اس اعلیٰ معیار کے مطابق اپنایا جائے۔ مگر جب ہم دنیا کے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کے اعلیٰ اخلاق کہیں پر بھی عمل میں نہیں لائے جاتے۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انصاف کے یہ اعلیٰ معیار بھلائے جا چکے ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد بھی ان معیاروں کو چھوڑ چکی ہے جن کو یہ تعلیمات سب سے پہلے عطا کی گئی تھیں۔ نہ تو ہمیں یہ معیارِ انصاف معاشرہ میں لوگوں کے درمیان نظر آتے ہیں اور نہ ہی عوام الناس اور ان کی حکومتوں کے درمیان نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایسے اعلیٰ معیار بین الاقوامی سطح پر قوموں کے تعلقات میں بھی دکھائی نہیں دیتے۔ حقیقت میں ایسا ایک شخص بھی تلاش کرنا مشکل ہے جو اپنے خلاف یا اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دے تا کہ دیانت اور انصاف کے سچے تقاضے پورے ہوں۔ اسی طرح یہ بھی تقریباً ناممکن ہے کہ ایسا کوئی ملک یا قوم نظر آئے جو مکمل انصاف کا برتاؤ کسی ایسے ملک سے کرے جنہیں وہ مخالف یا دشمن گردانتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس تمام صورتحال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم سچے دل سے امن چاہتے ہیں اور دنیا کو تباہ ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم انصاف اور سچائی سے وفاداری کے ساتھ چمٹے رہیں۔ اگر ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اور آئندہ نسلیں بجائے غم و غصّہ کے ہمیں محبت اور احترام سے یاد کریں کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیں معذور اور اپاہج کر کے چھوڑا تو ہمیں انصاف اور رواداری کے ان تقاضوں اور معیاروں کو اپنانا ہوگا جن کا مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اگر ہم یہ کرنے میں ناکام رہے تو پھر کوئی راہِ فرار نہیں رہے گی اور نہ کوئی جائے پناہ!

حضور انور نے فرمایا: آئندہ نسلوں کے ضمن میں مَیں نے دانستہ لفظ معذور استعمال کیا ہے کیونکہ اگر عالمی جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے۔ ایٹمی جنگ کے اثرات کی ہولناکی ہمارے تصوّر سے بھی باہر ہے اور تابکاری کے مہلک اثرات کئی نسلوں تک تباہی مچاتے رہیں گے۔ ان خطرات کے پیش نظر انصاف کے معیار جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہ بہر حال اپنانے ہوں گے اور نہ صرف مسلمانوں کو اپنانے ہوں گے بلکہ غیر مسلموں کو بھی اور تمام قوموں کو بھی۔ کیونکہ ایٹمی تابکاری کے ہولناک اثرات کسی سے بھی رعایت نہیں برتیں گے کیونکہ وہ تباہ کن اثرات کسی طاقت سے روکے نہیں رکیں گے۔ مغرب میں رہنے والے بھی اور مشرق میں رہنے والے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔

حضور نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اس وقت کے حالات میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ عالمی جنگ کے شعلے ایشیا کے ممالک سے اٹھیں گے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مغرب کے ممالک اس سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے شمالی اور جنوبی کوریا کی مثال کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے تعلقات تیزی سے خراب ہو رہے ہیں مگر اس حقیقت کے باوجود کہ وہ امریکہ سے ہزاروں میل دور واقع ہیں امریکی حکومت براہ راست اس میں شمولیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ شمالی کوریا نے نہ صرف جنوبی کوریا کو دھمکی دی ہے بلکہ ساتھ ہی امریکہ کو بھی دھمکی دی ہے۔ شمالی کوریا کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں اور وہ انہیں استعمال میں لانے سے شرماتا بھی نہیں ہے۔ نظر تو یہ آتا ہے کہ شمالی کوریا کو یا تو اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے یا انہیں نتائج کا احساس نہیں ہے جو ان حرکات کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتے ہیں یا دھماکہ خیزی میں جذباتی ہیجان کی طرف جھکاؤ رکھنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے گزشتہ ہفتہ حکومت امریکہ نے اعلان کیا کہ وہ اپنے مغربی ساحلوں پر دفاعی میزائل سسٹم مزید مستحکم کر رہے ہیں۔ تمام بڑے ممالک نے جن میں روس اور چین شامل ہیں شمالی کوریا کی مذمّت کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح نہیں ہے کہ روس اور چین اس معاملہ میں آئندہ لمبے عرصہ کے لئے کیا پالیسی رکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک اور مثال جو انتشار کی سامنے آرہی ہے وہ چین اور جاپان کے باہمی تعلقات ہیں۔ گزشتہ چند مہینوں میں اس تنازعہ کے بارہ میں کہ چین کے مشرق میں سمندر کے اندر پائے جانے والے بعض جزیرے کسی کی ملکیت ہیں، ان دونوں ممالک میں جھگڑا سنگین ہوتا جارہا ہے۔ اس مسئلہ میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تنازعہ ان دو ملکوں کے مابین ہی رہے گا۔ عین ممکن ہے کہ امریکہ اس میں ملوّث ہو جائے۔ جبکہ امریکی حکومت نے دونوں ملکوں سے اعلانیہ طور پر کہا ہے کہ وہ صبر اور تحمل کا مظاہرہ کریں مگر امریکہ کی اصل ہمدردی جاپان کے ساتھ ہے۔ امریکہ اور جاپان کے معاہدے اس نوعیت کے ہیں کہ اگر چین اور جاپان کی آپس میں لڑائی ہو جائے تو امریکہ عملاً جاپان کے ساتھ شریک ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: آج کی دنیا میں ایک بڑا ہتھکنڈا جو مخالف ملکوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے وہ دوسرے کے مالی اور تجارتی مفادات پر اثر انداز ہونا ہے۔ آج کی دنیا کے حالات وہ نہیں ہیں جو آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے تھے۔ اس پہلے زمانہ میں بھی ایک ملک کے اقدامات دوسرے پر اثر انداز ہوتے تھے مگر آج حالات بالکل بدل چکے ہیں، اقوامِ عالم باہمی مفادات کے تانے بانے میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ چکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر بقا کے لئے مکمل انحصار ہے۔ چین دنیا کی سب سے بڑی معیشت بن جائے گا۔ اس کی معاشی طاقت اس قدر مضبوط اور قوی ہوگئی ہے کہ بعض تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ طاقت امریکہ کے لئے تشویش کا باعث بن رہی ہے اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ امریکہ چین کی اس بڑھتی ہوئی معاشی طاقت پر قدغن لگانے کی کوشش کرے گا اور ہر ممکن طریق سے اپنی برتری برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اس صورتحال میں عین ممکن ہے کہ چین احتیاط کا مظاہرہ کرے اور جاپان سے جھگڑے میں تحمل اختیار کئے رکھے۔ مگر اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ بعض دفعہ جب کسی کمزور گروہ کو خطرہ محسوس ہوتا ہے یا دباؤ اتنا بڑھتا ہے کہ انہیں کوئی راستہ اپنے لئے کھلا نظر نہیں آتا تو پھر وہ مزاحمت پر اتر آتے ہیں اور حملہ آور بن جاتے ہیں، یہ بہت ہی خطرناک صورتحال بن جاتی ہے۔ امریکہ کی طرف سے اس قسم کے رویّہ اور پالیسی اختیار کرنے کا اندازہ لگاتے ہوئے اور پھر ان اقدامات کا یورپین منڈیوں پر جو اثر منتج ہوگا اس کے احتمال کی وجہ سے چین نے نئی منڈیوں کی تلاش شروع کر دی ہے۔ قریب کے چند سالوں میں دیکھنے میں آرہا ہے کہ چین نے افریقہ میں اور دوسرے ترقی پذیر ممالک میں سرمایہ کاری کے پروگرام پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے ان خطوں میں چین کا معاشی پھیلاؤ وسیع پروگرام کے تحت اور گہری جڑیں قائم کر کے استوار کیا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں اس موقع پر مَیں یہ بھی کہتا چلوں کہ اگر افریقن ممالک کو اپنی اہمیت کا احساس ہو تو وہ یہ جان سکیں کہ مغربی طاقتوں اور ایشیائی ممالک میں جنگ کی صورت میں افریقہ حفاظت اور پناہ کی جگہ بن سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: الغرض مختصر طور پر یہ کہنا صحیح ہے کہ آج دنیا کے حالات انتہائی تشویشناک ہیں۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ تشنجی کیفیات میں آتش فشاں کی طرح اچانک پھٹ پڑنے یا آگ اگلنے کا ممکنہ خاصّہ موجود ہوتا ہے۔ بعض چھوٹے اور بظاہر غیر اہم معاملات اگر موقع کی نزاکت کے مطابق نہ سلجھائے جائیں تو آخر کار وہ انتہائی خطرناک نتیجے پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ تاریخ اس کی گواہ ہے اور یہی جنگ عظیم اوّل اور دوم کے وقت دیکھنے میں آیا۔ بالکل اس طرح سے ہی شام (Syria) کے مخدوش حالات مزید پھیلاؤ اور تباہ کن حالات کی طرف لئے چلے جارہے ہیں۔ بظاہر تو یہ لڑائی حکومت اور مخالف باغی تنظیموں کے درمیان ہے مگر ہم مرنے والوں کی تعداد تیزی سے ایک لاکھ تک پہنچتی ہوئی دیکھ رہے ہیں۔ دنیا کی بہت سے طاقتور حکومتوں کا خیال ہے کہ اگر باغی کامیاب ہو جائیں اور حکومت قائم کر سکیں تو شام میں صورتحال اعتدال پر آجائے گی۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے ساتھ شام کے عوام کے حالات اور شام کی حکومت اور عالمی برادری کے درمیان تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ مگر جب ہم لیبیا اور مصر میں ہونے والے نام نہاد انقلاب پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ شام کے حالات ایک دم بہتر ہو جائیں گے۔ اس کی ایک نشاندہی تو اس مہینہ کے شروع میں ہونے والے واقعہ سے ہوگئی جبکہ اقوامِ متحدہ کی طرف سے تعینات کئے گئے۔ فلپائن سے تعلق رکھنے والے ایک گروپ کو جو قیام امن میں مدد دینے کے لئے ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے اغوا کر لیا گیا۔ انہیں یرغمال بنا کر شام کے ایک باغی دستہ نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے استعمال کیا۔ باغیوں کا کہنا تھا کہ انہیں نہ تو قیام امن کے لئے افسران کی ضرورت ہے اور نہ انہیں خوراک کی صورت میں امداد کی ضرورت ہے، انہیں تو ہتھیار چاہئیں۔ مثلاً مطالبہ ہے ٹینک شکن اور لڑاکا طیاروں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے میزائل کا۔ اس قسم کی حرکات اور اعلان اعتماد بڑھانے کا باعث تو نہیں ہو سکتے کہ ان کا اصل مقصد کسی پائیدار قیام امن کا حصول ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس صورتحال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شام میں کیا کرنا چاہئے؟ اگر تو دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ ظلم اور جبر و استبداد مسلسل عوام کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے اور عوام الناس مدد کے لئے پکار رہے ہیں تو ہمسایہ ملکوں کو متحد ہو کر ظلم کو روکنے کے لئے اور امن کے قیام کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ انہیں اس نازک موقع پر اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھنا چاہئے اور ان کی کارروائی کا مقصد صرف اور صرف امن کا قیام اور عوام الناس کی بہتری ہونا چاہئے۔ قرآن کریم یہ سکھاتا ہے کہ جب ظلم کا ہاتھ روک دیا جائے اور ظالم ظلم سے باز آجائے اور امن حاصل ہو جائے تو پھر ضبط اور تحمل اختیار کیا جائے، بلا وجہ مزید طاقت کا مظاہرہ کرنے سے باز رہا جائے۔ یہ ہدایت عام طور پر تو وہاں لاگو ہوتی ہے جہاں ایک ملک نے دوسرے ملک پر حملہ کیا ہو مگر یہ سنہری اصول ہر جھگڑا ختم کرنے کے وقت استعمال ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حال ہی میں ایک دانشمندانہ رائے کا اظہار اسرائیل کے صدر شیمون پیریز نے کیا ہے کہ کس طرح شام کی صورتحال پر قابو پایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بجائے اس کے کہ مغربی حکومتیں ملوّث ہو کر حکومت کو ہٹانے کی کوشش کریں اقوام متحدہ قیام امن کے لئے ایک Peace Keeping Force شام بھجوائے۔ اس دستہ میں صرف عرب فوجی شامل کئے جائیں تا کہ یہ

مغربی حملہ آور یا مغربی طاقتوں کے تسلّط کا آلۂ کار نہ سمجھے جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ عرب لیگ مقامی تنظیم ہے اور پہلے سے قائم ہے اس لئے اسے چاہئے کہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرے اور شام میں ایک منصف حکومت کا قیام عمل میں لائے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جہاں بھی تمہیں کوئی دانشمندانہ پُرحکمت مشورہ ملے اسے اپنی کھوئی ہوئی میراث کی طرح اپنا لو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں یہ حکمت سمجھائی ہے کہ اس بات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو کہ بتانے والا کون ہے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ مشورہ اس وقت اسرائیل کے صدر کی طرف سے ملا ہے مگر مسلمان ممالک کو توجہ سے اس پر غور کرنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: بدقسمتی سے شام کا مسئلہ کوئی تنہا مسئلہ نہیں ہے جس کا حل نکال لیا جائے۔ دراصل امن کی تلاش میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ عرب ممالک کے اندر بذاتِ خود انصاف کا فقدان ہے یا انصاف سرے سے ہے ہی نہیں۔ جب یہ ممالک اپنے شہریوں کو ہی انصاف نہیں دیتے تو پھر وہ دوسرے ممالک میں انصاف کے قیام کا تصور کیسے کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: صورتحال یہ ہے کہ نتیجتاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا اس وقت ٹکڑیوں میں بٹ گئی ہے اور تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ اگر صورتحال مزید بگڑ گئی تو کوئی گروہ بھی بچ نہیں سکے گا۔ مشرقی ممالک جنہیں مغربی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل ہے یا مغربی طاقتیں بذاتِ خود بھی اس صورتحال میں اس تباہ کن صورتحال کا شکار ہو جائیں گی۔ نتیجہ ان تمام کارروائیوں کا ایک ہولناک جنگ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ اس قسم کی جنگ میں یہ امر غالب ممکنات میں سے ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال ہوگا۔ اس تمام صورتحال میں صرف ایک ہی امید کی کرن ہے اور وہ اس طریق سے انصاف کا قیام ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔ اگر ایسا انصاف قائم کیا جا سکے کہ ہر ملک دوسرے ملک کے لئے اور ہر بڑی طاقت دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں تو امن کا قیام ممکن ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس طریق سے امن کے حصول کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ کہ تمام گروہ منصفانہ گواہی دینے کو تیار ہوں بجائے اس کے کہ دوسروں کے خیال کو ردّ (Veto) کرنے کی اجازت چند چنیدہ ہاتھوں میں دے دی جائے۔ شخصی آزادی کی بنیاد پر قائم حکومت اور سچا انصاف ہر انسان کو حاصل ہو۔ اگر یہ اقدامات کئے جائیں تو پھر ہمیں اقوام کے مابین امن مل سکتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دہشتگرد تنظیمیں خود بخود زندگی سے محروم ہو کر ختم ہو جائیں گی کیونکہ انہیں پناہ دینے والا کوئی نہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: حالیہ زمانہ تک دہشتگرد گروہ افغانستان یا پاکستان میں پائے جاتے تھے مگر قریب کے وقتوں میں انہوں نے افریقن ممالک میں اور بعض دوسرے ممالک میں سر اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ بہر صورت اگر سچا امن انصاف کے تقاضوں کے مطابق حاصل کر لیا جائے تو پھر عوام الناس اٹھ کھڑے ہوں گے اور طاقت کے ساتھ انتہا پسندی اور دہشتگردی کے رجحانات کو ردّ کر دیں گے اور یہ جذبے سرد پڑتے اور زندگی کی ہر رمق سے محروم ہو کر اپنی موت مر جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمانوں میں سے بنے ہوئے دہشتگرد گروہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اپنی نفرتوں اور عناد کی بنیاد پر کی گئی حرکتوں کو دین اسلام کے نام پر جائز بنا کر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس جس کو وہ اسلامی تصوّر کے طور پر پیش کرتے ہیں حقیقی اسلام کا اس سے کوئی بھی واسطہ نہیں۔ حقیقی اسلام تو امن کا پیغامبر ہے جس کے حسن اور پاکیزگی نے دنیا کو منوّر کیا۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ دنیا کیوں تباہی کے گڑھے کے دہانے پر کھڑی ہے؟ اس کی متعدد وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک وجہ دہشتگردی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ عالمی جنگ کا خطرہ اس وقت عالمِ انسانیت کو سب سے بڑا خطرہ ہے۔ یہ ایک حقیقی خطرہ ہے جسے دور کرنے کے لئے ہمیں انصاف سے سوچنا پڑے گا، منصفانہ سوچ اور عمل کو اپنانا ہوگا تا کہ ہم دنیا کو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ اس وقت دنیا میں بے چینی اور نقصِ امن کی سب سے بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ حالیہ مالی بدحالی ہے۔ معاشی ابتری گزشتہ چند سالوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ حال ہی میں لکسمبرگ (Luxembourg) کے وزیر اعظم نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اس وقت معاشی فضا بالکل اس قسم کی ہے جس کا سامنا دنیا کو جنگ عظیم دوم سے پہلے ہوا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے خواہ اس خیال سے متفق نہ ہوں مگر مَیں اس تجزیہ کو ایک حقیقت سمجھتا ہوں بلکہ مَیں اس سے بڑھ کر یہ کہوں گا کہ یہ صورتحال وہی ہے جو جنگ عظیم دوم سے کچھ سال پہلے سے پیدا ہونی شروع ہوگئی تھی۔ لکسمبرگ کے وزیر اعظم نے ایک تنبیہ کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر فوری اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے اور توجہ دینی چاہئے۔ انہوں نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ ہر وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ مستقل (آتش فشاں کی طرح) یورپ کا مسئلہ جنگ و امن ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے وہ ایک بہت زبردست غلطی میں مبتلا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس تمام صورتحال کے پیش نظر ہمیں یہاں بیٹھ کر صرف یہی فکر نہیں کرتے رہنا چاہئے کہ ہم کہیں ایشیائی لڑائیوں میں ملوّث نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں بہت زیادہ فکر ان مسائل کی ہونی چاہئے جو ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ اگر ہم یورپ کے اپنے معاشی بحران اور اس کے جو اثرات مستقبل پر مرتب ہوں گے ان کا تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یورپین عوام کے اندر ایک گہری بے چینی پیدا ہوگئی ہے جو روز بروز بڑی سرعت کے ساتھ پریشانی میں بدلتی جارہی ہے۔ حضور انور نے تنبیہ فرمائی کہ اگر ان مسائل کو موقع کی نزاکت اور شدید اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے صحیح طریق سے سنبھال نہ لیا گیا تو تباہ کن نتائج پیدا ہوں گے۔ ان وجوہات کی بنا پر تمام طاقتوں کی ذمّہ داری ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کریں اور باہمی اتحاد پیدا کریں۔ تمام فریق باہمی تبادلۂ خیال کے در کھول دیں تا کہ باہمی رواداری اور سکون کے ساتھ دنیا کے مسائل کا حل ڈھونڈ نکالیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ اقدامات ازبس ضروری ہیں تا کہ دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جا سکے۔ حضور انور نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے کہا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کو ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب ختم کرنے سے پہلے حضور انور نے فرمایا: آج اس موقع پر مَیں ڈاکٹر Boachie Adjei کو دلی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس سال احمدیہ امن انعام کے حقدار قرار پائے ہیں۔ مجھے ان کی انسانیت کے لئے خدمات کے بارہ میں معلوم کر کے بے حد خوشی اور مسرّت ہوئی ہے۔

حضور انور نے آخر میں تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے ہماری اس تقریب میں شرکت اختیار کی۔ حضور انور نے فرمایا: مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ آپ کی یہاں شمولیت آپ کے لئے باعثِ خوشی اور فائدہ مند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

شکریہ اور دعا کے ساتھ حضور انور نے خطاب ختم فرمایا۔